رجسٹرڈ نمبر اے ۲۰۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر ... خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد ... می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

مدیر [illegible] الرحمن

سالانہ چندہ	۳/
ششماہی	۲/

جلد ۳ | کاکوری شنبہ یکم نومبر سنہ ۱۹۴۱ء مطابق ۱۰ شوال المکرم سنہ ۱۳۶۰ھ | نمبر ۱۲

ادبیات

قطعات از منشی عبد الکریم صاحب تحسینؔ کاکوروی

مرقع ہے چمن میری نظر میں غم کے دفتر کا ... رگ گل کام کرتی ہے جگر پر نوک نشتر کا
وہ اب ذوق مئے نوشی نہ خم میں ہے نہ مینا میں ... صراحی سسکیاں بھرتی ہے لب خشک ساغر کا

کبھی جو سامنے وہ شوخ بیگانہ آتا ہے ... تو سکتہ عالم مستی میں وجد مستانہ آتا ہے
لگا رہتا ہے کھٹکا چرخ کے تیور بدلنے کا ... صراحی جب لئے وہ ماہرو مستانہ آتا ہے

عیاں نرگس سے وحشت ہے پریشانی ہے سنبل سے ... ادا سی ہر طرف چھائی ہوئی ہے خون بلبل سے
اثر معشوق پر ہوتا ہے آخر قتل عاشق کا ... نمایاں ہو رہی ہے صاف حسرت چہرۂ گل سے

میں فانوس کے توجلوۂ جانانہ ہوتا ہے ... نثار شمع روشن اسلئے پروانہ ہوتا ہے
نہیں بے وجہ مجنوں بھی فدا روئے لیلیٰ پر ... حسین لاکھوں ہیں یا نہ ہر کوئی دیوانہ ہوتا ہے

عجب کشش ہوں تن لیتا ہوں جب نام ساقی کا ... تو چشم مست ساقی سے ہوں لیتا کام ساغر کا
ترے دست حنا مجھ کو دکھلائے ایسا ہے کوئی ... جان پر دو کہ جلتا ہوں صبح و شام ساغر کا

لبوں سے ادا اس کے جفا کی ... سزا ئے قتل رکھی ہے وفا کی
کمر پر ہاتھ رکھنے لگا سنکر یہ فتویٰ ... کھلی قلعی رقیب خود نما کی

غرض یا تھی جو کرتے پاس انسے عہد و پیماں کا ... انھیں تو خون کرنا تھا ہے جناب وفا کا
الٰہی کیا کروں اس ناکوبر یلیکر کدھر جاؤں ... مناؤں کس کو جا کر حال اپنے درد پنہاں کا

نرگس

ایک دن میں اپنے خیالات میں مست ایک مقبرے کے آس پاس چکر لگا رہا تھا، کہ نرگس کے ایک ہرے بھرے پودے پر نظر پڑی۔ میں حیران ہو کر ان سے یوں مخاطب ہوا، اے نازک و شرمگیں پھولو! تم اس ویرانے میں کیوں کھلے؟ جبکہ ہر چمن تمہارے لئے آغوش شوق کھولے ہوئے ہے۔ ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ اے شفیق! میں پھول نہیں ہوں۔ غور تو کر کتنا ملول و دل گرفتہ ہوں۔ میں عاشق نامراد کی چشم حسرت بار ہوں جسے خاک میں ملجانے کے بعد بھی محبوب کا انتظار ہے۔ اور اپنی شوخی قسمت پر خون کے آنسو بہا رہی ہے۔ میں نے نادانی سے جوش وفا میں ایک بار عہد کے دعدہ فردا کو سچ جانا تھا۔ اب فنا کی منزل میں اس محبت کے ساتھ وقف انتظار رہوں۔ جو کشتگان چشم کو دوبارہ حیات تازہ بخشتی ہے۔ میرا دل وہ ساز غم ہے جس کے تار حافظہ کی انگلیوں سے چھیڑے جائیں گے۔ اور مجھے ایک نامعلوم وقت تک فردائے قیامت کا منتظر رہنا پڑے گا۔

(ر۔ د)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد | کاکوری شنبہ یکم نومبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۳

وطن کی عید

رمضان کا چاند ۲۹ شعبان کو دیکھا گیا اور پہلا روزہ شنبہ کو ہوا تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ عید کا چاند بھی ۲۹ کا ہوگا اور ہندوؤں کے حساب سے بھی اس کی تصدیق ہوتی تھی لیکن ایسا نہیں ہوا اور ۳۰ رمضان دچہارشنبہ کو چاند دیکھا گیا اور پنجشنبہ کو عید ہوئی۔ سہ شنبہ کو رات گئے تک اور چہارشنبہ کو ۹-۱۰ بجے تک فرنگی محل سے چاند کی اطلاع آنے کا انتظار کیا گیا لیکن کوئی خبر کہیں سے چاند ہونے کی نہیں آئی دوپہر کو معلوم ہوا کہ حیدرآباد وغیرہ سے ۲۹ کا چاند ہونے کی اطلاعات لکھنؤ میں بذریعہ تار اور ریڈیو آئی تھیں جس کو علماء فرنگی محل نے نہیں مانا۔ اور لکھنؤ کے ضلع میں تمام قصبات اور دیہات میں ۳۰ ہی کا چاند ہونا طے پایا اور پنجشنبہ کو عید کا تہوار قصبہ اور مضافات میں منایا گیا چاند دیکھنے کے بعد رات ہی سے عید کے انتظامات شروع ہوگئے تھے۔ نماز دوگانہ حسب دستور عیدگاہ، تکیہ شریف جامع مسجد اور محلوں کی مسجدوں میں پڑھی گئی۔ عیدگاہ میں مجمع بہت کثیر تھا۔ اور وقت سے بہت پہلے عیدگاہ کا وسیع چبوترہ نمازیوں سے بھر چکا تھا اور چبوترہ کے نیچے کئی کئی صفیں ہر دو جانب قائم ہو چکی تھیں ٹھیک ۱۰ بجے امام صاحب (حاجی مولوی مصطفےٰ احسن علوی صاحب ایم۔ اے) نے حاضرین کو طریقۂ نماز کی یاد دہانی کرا کے نماز شروع کی اور نہایت خوش الحانی سے نماز پڑھائی وخطبہ پڑھا جسکو نہایت دلجمعی و سکون سے حاضرین نے سنا۔ تکیہ شریف جامع مسجد اور دیگر مساجد میں نمازیں وقت مقررہ پر شروع ہونے کی اطلاعیں ملی ہیں۔

۳۰ رمضان کو چاند یقینی تھا لہذا ہر خاص و عام نے رات ہی سے عید کے انتظامات شروع کر دئے تھے اور پنجشنبہ کے دن صبح سویرے سے قصبہ میں اچھی خاصی چہل پہل شروع ہوگئی تھی۔ ۸ بجے سے لوگ عیدگاہ اور مسجدوں میں نماز دوگانہ ادا کرنے جوق جوق جانا شروع ہوگئے تھے۔

ہم اپنے ہم وطنوں کو عید الفطر کا تہوار خوشی و انبساط سے گذارنے پر دلی مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انکو سیکڑوں ہی عیدیں خوشی وخرمی سے کرنے کے مواقع عطا فرمائے اور اسلام کا بول بالا ہو۔ آمین ثم آمین۔

نماز دوگانہ ادا کرنے کے بعد لوگ اپنے اعزہ و احباب سے ملتے جلتے اور ۳۰ روزوں کے بخیریت و باطمینان گذرنے و عید کی مسرت حاصل ہونے کی مبارکباد دیتے لیتے ہوئے بعد نماز عصر مثل سال گذشتہ سابق بارہ دری جناب قاضی القضاۃ بہادر مغفور واقع مولوی محلہ میں جمع ہوئے جس میں تقریباً ہر طبقہ وخیال کے لوگ شامل تھے اور ہر محلہ کے لوگوں نے جلسۂ عید میں شرکت کی اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ مجمع بہت اچھا تھا۔ عید ملنے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا سلسلہ قریب مغرب تک جاری رہا۔ کچھ دیر شعر و شاعری بھی ہوئی حاجی مصطفےٰ احسن فریاد اور سید خورشید علی لقا نے اپنے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا اور گراموفون کے ذریعہ ماہرین فن کے گانوں کا بھی لطف آیا حسب دستور حاضرین کی چائے اور حقہ و پان سے تواضع کی گئی۔ یہ دلچسپ صحبت دو ڈیڑھ گھنٹے بڑے لطف و دلچسپی سے گذری۔ مردوں نے اجتماع کی دلچسپیوں کو سنکر اب مستورات کے ذوق کا بھی حال … ہوا ہے کہ وہ بھی اس کی خواہشمند ہیں کہ ہم عید کے ز… کا انتظام کریں اور بعض لوگوں نے ہم سے خواہش ظاہر کی ہے کہ ہم مستورات کے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے میں ان کی

دمداد کریں۔ ہم اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں اور جلد محرکین سے تبادلۂ خیالات کے بعد عید الضحیٰ سے قبل کوئی مناسب صورت تجویز کر کے اعلان کر دیں گے۔ اور انشاء اللہ معقول طریقہ پردہ وغیرہ کے انتظام کے متعلق سوچیں گے۔

آخر میں ہم عیدگاہ کی جانب اپنے ارباب برادری اور عام اہل وطن کو متوجہ کرتے ہوئے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اسکی زبوں حالی کی جانب جلد از جلد توجہ کریں اور اس پورانی یادگار (عیدگاہ غالباً شاہان مغلیہ کے زمانہ میں جب کاکوری میں مسلمانوں نے راجہ ساتن کو بیدخل کر کے اسلامی اقتدار قائم کیا ہے تعمیر ہوئی ہے) کو قائم اور اسلامی عظمت کے شایان شان بنانے کی عملی سعی کریں۔ اس بار نماز سے قبل بعض دردمند مسلمانوں نے اس جانب توجہ کی اور معلوم ہوا ہے کہ پیسہ پیسہ نمازیوں سے جمع کر کے کچھ رقم جانمازوں کے لئے جمع کی ہے دریافت ہوا ہے کہ موجودہ جانمازیں جناب حاجی مولانا فرید الدین خان مرحوم نے جب عیدگاہ کی جانب توجہ فرمائی تھی عوام سے (کیونکہ ابتداءً وہی لوگ عیدگاہ میں نماز پڑھنے جاتے تھے) چندہ لیکر بنوائی تھیں اور اب وہ بہت بوسیدہ ہوگئی ہیں اگر عیدگاہ کے چبوترہ کی درستی کے ساتھ ساتھ ملحقہ آراضی کو کسی طرح مہا کر دیا جائے اور اسکی صفائی وغیرہ ہوتی رہے تو عیدین میں نمازیوں کے لئے آسانی ہو جانے کے ساتھ عیدگاہ کی ظاہری حالت بھی درست ہو جائیگی اور جانوروں وغیرہ کی نجاست سے بھی محفوظ ہو جائیگی۔ عام چندہ کے علاوہ احمدی شاہ سے جنکے سپرد عیدگاہ کی نگرانی ہے اور اس سلسلہ میں انکو قاضی صاحب کے یہاں سے کچھ آراضی وغیرہ معافی میں ملی ہوئی ہے صحیح آمدنی کا پتہ لگا کر ان سے بھی محاصل کا ایک حصہ عیدگاہ کی [illegible] میں صرف کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔ بہتر یہ ہوگا کہ چند معتقد [illegible] حضرات کی ایک کمیٹی بنا دیجائے جو عیدگاہ کو اچھی حالت میں رکھنے اور ضروری انتظامات عیدین کے مواقع پر کرنے کی ذمہ دار ہو۔ اور عیدگاہ کے احاطہ میں قبریں بنانے کو روکے۔

ایک ضروری اصلاح کی جانب جلد توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس خرابی کو جلد دفع کرنے کی جانب فوراً توجہ کیجائے۔

اکثر لوگ ناسمجھ اور شیر خوار بچوں کو ساتھ لیجا کر نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ امام صاحب نے قرأت شروع کی اور بچوں نے شور غل مچانا شروع کیا یا رونے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دماغ صحیح نہیں رہتا اور شور کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا اور لوگ پورے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ یا تو عام مسلمانوں کو اس کے نقائص کی تلقین کر کے اس خرابی کو روکا جائے یا جن کے ساتھ شیر خوار و ناسمجھ لڑکیاں اور بچے ہوں انکو احاطہ مسجد یا عیدگاہ میں داخل ہونے نہ دیا جائے اور عام نمازیوں سے دور یا سب سے آخری صف میں ایسے لوگوں کو جگہ دیجائے ہمکو امید ہے کہ عید الضحیٰ سے قبل ہماری اپیل کو عملی جامہ پہنانے کی اہل قصبہ کوشش کرینگے۔

نقوش

قابل توجہ ریلوے حکام:- ہمارے پاس برابر اس کی شکایتیں آرہی ہیں کہ موجودہ اسٹیشن ماسٹر بابو جے نرائن کا برتاؤ عام طور پر نہایت خراب ہے اور مسافروں و کاروباری لوگوں کو بحیثیت پبلک سرونٹ سہولت و آسانی پہونچانے کے بجائے دقتیں پیدا کرتے اور اپنی سخت مزاجی اور ترش زبانی سے تکلیف پہونچاتے ہیں۔ ساتھ ہی انتظامی حیثیت سے بھی کاکوری ریلوے اسٹیشن کافی بدنام ہے۔ مسافروں کو ضرورت کے وقت پانی پلیٹ فارم پر ملتا نہیں۔ رات کو پلیٹ فارم پر کافی روشنی نہ ہونے کی وجہ سے مسافروں کو بیحد تکلیف ہوتی ہے اور اکثر چوریاں کی جاتی ہیں جسکی جانب ہم اپنی گذشتہ اشاعت میں افسران کو توجہ دلا چکے ہیں۔

ہم کو امید ہے کہ افسران متعلقہ جلد اس جانب توجہ فرمائینگے اور بابو جے نرائن کا تبادلہ دوسرے مقام پر کر کے پبلک کی

شکایت کا ازالہ کیا جائیگا۔

چیرمین تعلیمی کمیٹی توجہ کریں ۔ معلوم ہوا ہے ہندو گرلز اسکول میں ایک اُستانی کو ثقل سماعت کی شکایت ہے جسکی وجہ سے تعلیم میں یقینی ہرج ہوتا ہوگا کیونکہ وہ سوائے اپنی کہنے کے طالبات کے استفسارات کو جب اچھی طرح سُن نہیں سکتی تو انکی خامیاں کیونکر رفع کرسکیں گی۔ ظاہر ہے کہ چھوٹی بچیاں کیسے جرأت کرسکیں گی کہ وہ بلند آواز سے اُستانی سے کچھ پوچھ سکیں۔ جہانتک ہم کو معلوم ہے ایجوکیشن کوڈ میں ایسی شکایات والی اُستانیوں کے مدرسوں میں مقرر کئے جانے کی اجازت نہیں ہے چیرمین صاحب تعلیمی کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ لکھنؤ کو اس طرف جلد توجہ کرنا چاہئے۔ اور بہری اُستانی کو جلد ہٹا کر کسی دوسری اُستانی کو ہندو نسوان اسکول میں بھیجنا چاہئے۔

جنگ کا چھبیسواں مہینہ

بقلم تماشائی کاکوروی ۔ از بمبئی

برلن کی گیدڑ بھبکیوں کو گیارہ ہفتہ سے زائد گذر چکے ہیں جرمنی کا زعم باطل شکست ہو چکا۔ ہزاروں من لوہا۔ لاکھوں ٹن گولہ بارود اور کروڑوں انسانوں کے بھینٹ چڑھ جانے کے باوجود سُرخ افواج آج بھی اسی مستعدی اور بے جگری کے ساتھ مقابلہ پر ڈٹی ہوئی نظر آرہی ہیں جس طریقہ پر وہ ابتدائے جنگ میں اپنی آزادی کو کچلنے والے بھیڑیوں کو پچھاڑنے کی فکر میں ہتھیلیوں پر سر لئے کر میدان جنگ میں نظر آرہی تھیں! مارشل لیب نے ایڑی چوٹی کا زور لگا ڈالا۔ لیننگراڈ کی دفاعات۔ اس کے سنگین مورچوں اور قدرتی فصیلوں کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔ نپولین اعظم کو بھی پسپائی ہو چکی تھی۔ تاریخ اپنا اعادہ کر رہی ہے تقدیر ہنس رہی ہے۔ تدبیر رو رہی ہے وقت گذر رہا ہے قدرت بھی تماشہ دیکھ رہی ہے۔ عظیم الشان ہوائی حملوں کے باوجود لیننگراڈ کے محافظ اپنی اپنی جگہوں پر استقلال کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ تین ہفتہ گذر چکے مگر دشمن کی افواج بیرونی دفاعات کو بھی قابل لحاظ نقصان نہ پہونچا سکیں اور لیننگراڈ کے بہادر شہری اگر قدرت کے ممنون ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ اپنے مقدس بانی کی یاد کو تازہ کرکے خلوص و صداقت کے پھولوں سے لینن کی تربت پر فاتحہ خوانی میں اسی طرح معروف نظر آرہے ہیں جس طرح کہ اسکے پیشتر تھے ۔!!

پچھلے دو ہفتہ موجودہ جنگ میں نہایت اندیشناک گذرے جرمن افواج نے نہایت سرعت کے ساتھ گومل اور اسمولنسک کے محاذ سے پیشقدمی کی۔ مشرقی۔ مغربی اور شمالی جانب سے پینزر ڈویژنوں نے ماسکو پر تاخت کی اورل۔ ویازما اور کالینن کے محاذوں پر سُرخ افواج کو پسپا ہونا پڑا اور مارشل ٹموشنکو کو شہر ماسکو میں جدید مورچوں کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جرمن افواج پایۂ تخت سے قریب تر ہوتی چلی گئیں اور روس کی حکومت کو پانچسو پچاس میل مشرق میں یورپ چھوڑ کر ایشیا میں جدید دارالحکومت قائم کرنے کا اعلان کرنا پڑا۔ بیرونی سلطنتوں کے سفارتخانے برخاست کردئے گئے اور خود روسی حکومت کو منتقل ہونا پڑا۔!!! شمالی محاذ پر ماسکو خطرے میں ہے۔ لیننگراڈ کے مانند ماسکو کو وہ قدرتی سہولتیں نہیں حاصل ہیں۔ کھلے ہوئے میدان اعظم میں جرمنی کی میکانی افواج کو بڑھنے میں سہولت ہوئی ہے لیننگراڈ اور جنوبی صنعتی مرکزوں سے رسل و رسائل منقطع ہو چکے ہیں۔ شہر کے لاکھوں باشندوں کو اشیا بالاحتیاج کی دقت ہو رہی ہے۔ گو کہ بہادر روسیوں نے اپنی جانبازی میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی ہے لیکن شیطانی لشکر کا مقابلہ کرنا آسان بات نہیں ہے۔ دیکھنا ہے کہ ماسکو اپنی حفاظت کب تک کرسکے گا ۔!!

جنوبی اور وسطی منطقہ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے مارشل بڈنی کو سخت ہزیمت ہو چکی ہے۔ شہر خارکو خالی کیا جاچکا ہے۔ یہ زبردست شہر یوکرین کا دوسرا مشہور صنعتی مرکز

بوکرین کا عقبی دروازہ بحر اسود کا محافظ اور ترکوں کا درہ دانیال
شہر اوڈیسہ خالی ہو چکا ہے۔ جرمن اتحادیوں نے اس پر قبضہ
کر لیا۔ دشمنوں نے بحیرہ اوزف کے تمام بندرگاہ اپنے قبضہ میں
کر لئے۔ چند مشرقی شہر بھی قبضہ میں آ گئے۔ اور کوہ قاف سے
آنے والے معدنی تیل کے پمپوں کا سراغ پا لیا گیا۔ کریمیا خطرہ
میں ہے۔ روسی مقاومت کے کمزور ہونے کے باعث دشمن کو
پے در پے ہوائی حملوں کی تاب لانا دشوار ہے۔ کریمیا پر جرمن
قبضہ مشرق وسطی کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہو گا۔ اور
بہت ممکن ہے کہ ہندوستان کی حفاظت کے لئے سرزمین
ایران میں جدید مہابھارت جنگ بپا ہو جائے۔!!

ادہر مشرق بعید میں جاپان نے نئی کروٹ بدلی۔ کابینہ
کا انقلاب ہوا۔ پرنس کونوئے کو مستعفی ہونا پڑا۔ جنرل توجو نے نئی
عسکری کابینہ ترتیب دی اور "الف۔ ب۔ ج۔ د" قوتوں
کو جاپان سے خوف دہراس پیدا ہو گیا۔ تھائی لینڈ نے دفاعی
پروگرام کا اعلان کیا۔ روس کو ایشیا کی حفاظت کے لئے
ولاڈی واسٹک سے لے کر جھیل بالکش تک کا علاقہ مسلح
افواج سے محفوظ کرنا پڑا۔ برطانیہ نے امریکہ کا دروازہ کھٹکھٹایا
اور اسٹریلیا۔ ہالینڈ اور ڈنمارک والوں نے مل کر جنوبی بحر
الکاہل کی حفاظت کے لئے ایک کانفرنس کی اور بحر الکاہل
کے امن و سکون کو برقرار رکھنے کے لئے نئے نئے معاہدے
مرتب کر لئے اور ہر طرف چوکسی شروع ہو گئی ہے!!

امریکن جہازوں پر بحیرہ اوقیانوس میں پے در پے حملے ہونے
لگے۔ امریکہ والوں کی بدحواسی بڑھتی جا رہی ہے۔ قانون
غیر جانب داری میں ترمیم اور تجارتی جہازوں کو مسلح کرنے کا
مشورہ زیر غور ہے اور توقع کی جا رہی ہے کہ عنقریب امریکہ
انتقامی کارروائی کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ بالخصوص بحر الکاہل
میں جاپانی پروگرام کی شدت امریکہ والوں کو متوحش کر رہی ہے
جزائر فلپائن اور دیگر امریکن مقبوضات کی حفاظت۔ برطانیہ کے
ساتھ اشتراک عمل اور کمزور قوتوں کی سرپرستی کے خاطر ہزار
پانچ سو میل کے فاصلہ سے ایشیا میں جنگ کرنے کا خطرہ بڑھتا
جا رہا ہے۔ امریکن اور برطانوی اتحادیوں نے روس کو ممکنہ
امداد کا پروگرام منظور کر لیا ہے۔ خلیج فارس کے ذریعہ قریب
ترین راستہ سے سامان حرب روانہ کیا جا رہا ہے اور
روس کی جنگی مشین برقرار رکھنے کے واسطے ممکنہ عجلت کی جا رہی ہے
لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ یہ امداد کارگر بھی ہو سکے گی یا نہیں
دشمن سرعت کے ساتھ شہ رگ کو منقطع کرنے کی کوشش
میں مصروف ہے خنجر گلے پر ہے۔ معالج اور ہمدردوں کے
واسطے دوا کے ساتھ ساتھ دعا بھی درکار ہے۔ وقت
نازک ہے۔ قدرت کے اٹل فیصلہ کا انتظار ہے۔

(۳۰ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

میرے محبوب

از عبد الحیٔ علوی رستوا کاکوروی متعلم

تو کہاں ہے! مجھے تیرے بغیر ایک لمحہ بھی قرار نہیں......
چاند چمکتا ہے، سورج اپنی روشنی کی بارش کرتا ہے، غرضکہ
ہر چیز خوش ہے۔ لیکن چونکہ تو نہیں ہے۔ اس لئے میرے
واسطے تمام عالم تاریک ہے۔ کہتے ہیں دنیا دلچسپیوں کا مجموعہ
ہے۔ اس کی صبح، اس کی شام، اس کے پھول اس کے
مرغزار غرضکہ اسکی ہر چیز اپنے اندر انتہائی جاذبیت رکھتی ہے۔
مگر مجھے ان سے کیا واسطہ۔ کیونکہ میری صبح، میری شام میرے
پھول۔ میری بہشت تو ہے۔ اے میرے مالک! تو ہے
مگر تو کہاں ہے؟ اب میں تجھے کہاں ڈھونڈوں؟؟

میں تجھے ڈھونڈتا ہوں۔ اور تجھکو پانے کی حتی الامکان
کوشش کرتا ہوں۔ اگر کوئی کہدے تو چاند پر سیر کرتا پھرتا ہے
تو میں وہاں بھی پر لگا کر پہونچنے کی کوشش کروں۔ مگر آہ!
جب تیرا پتہ ہی نہیں تو کہاں ڈھونڈوں؟

آہ! اے میرے دل کے نور۔ میرے دل کی تمنا۔
کیا تجھے نہیں معلوم کہ میری ہستی تیری جستجو میں یکسر فنا ہو چکی

ہاں آ! اور ایک نگاہ برقپاش سے میرے رگ و ریشہ میں ایسی بجلی دوڑا دے جو مجھے میرے عقل و ہوش سے بیگانہ بنا دے اسے میری بھولی بھالی اور پیاری صورت والے! بہت نہیں صرف ایک بار پوری شان و جمال سے میرے سامنے آ مگر آہ اس حسرت میں ایک مدت گذری لیکن تمنا بر نہ آئی کیا تو مجھ سے روٹھ گیا ہے؟ کیا تیری آرزو کرنا بھی جرم ہے تو میں مجبور ہوں اگر مارنا ہی منظور ہے تو آ! اور دل زار کو پاؤں سے مسل ڈال ہاں! ہاں!! میں اس پر بھی راضی ہوں۔ مگر آہ! تو پھر بھی نہیں آتا

میں تجھے کہاں ڈھونڈوں؟ "تیرا پجاری"

تصویر کے دو رخ

بیٹی۔ اماں میں بھی اسکول جاؤں گی۔ بی ہمسائی کی لڑکیاں بھی مدرسے میں داخل ہوگئی ہیں۔

ماں ضرورت؟ تمھیں کوئی نوکری کرنا ہی جو اسکول میں پڑھنے جاؤ گی۔

بیٹا۔ اماں مڈل اسکول کی پڑھائی بہت سخت ہے مجھ سے حساب نہیں لگتے میں اسکول چھوڑ دوں گا۔

ماں۔ اسکول کیوں چھوڑ دو گے بیٹا۔ ابا سے کہنا تمہارے لئے ماسٹر رکھ دیں گے۔

بیٹی۔ اماں! بی ہمسائی کے یہاں سے ضریح اٹھ رہی ہے میں بھی دیکھ آؤں؟

ماں۔ کیا ضریح دیکھے بغیر زندہ نہ رہوگی؟ کوئی ضرورت نہیں۔

بیٹا۔ اماں صولت گنج میں بسا کھی کا میلہ ہے ہم بھی جائینگے

ماں۔ اچھا بیٹا سبھلے جانا۔

بیٹی۔ اماں کھانا پکانے میں تمام کپڑے میلے ہوگئے ہیں۔ بدل لوں؟

ماں۔ تمھارے سگھڑاپے کی تعریف ہے۔ یوں کوئی روز روز کپڑے نہیں بدلتا جمعہ کو بدلنا۔

بیٹا۔ اماں گیند کھیلنے میں پائجامہ پر چھینٹیں پڑ گئی ہیں۔

ماں۔ جاؤ بدل ڈالو۔

بیٹی۔ اماں برف والا آیا ہے ایک پیسہ دیدیجئے۔ برف منگواؤنگی

ماں تو بہ ہے۔ اچھا خاصا ٹھنڈا پانی ہے کہ منھ میں لگتا ہے۔ کوئی ضرورت برف کی نہیں ہے۔

بیٹا۔ اماں فالسہ والا آیا ہے۔ فالسہ کا شربت پئیں گے۔

ماں۔ یہ لو پیسے۔ برف بھی لے آنا۔

غصہ نہ کیجئے۔ یہ آج بھی ۹۵ فیصدی ہندوستانی مسلمانوں کے گھروں میں ہو رہا ہے۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے؟ کیا یہی شرع محمدی ہے جس پر آج ہم عمل پیرا ہیں۔ اور کیا اسی کا نام اسلامی قانون ہے آنکھیں کھولئے اور دیکھئے کہ کہیں آپ کے گھر میں بھی تو ایسا نہیں ہو رہا ہے۔

ماں۔ بیٹا تمہاری نسبت خالہ زاد بہن سے تجویز ہو رہی ہے تمکو عذر تو نہیں ہے؟"

بیٹا۔ اماں میں مجبور ہوں۔

ماں۔ آخر وجہ؟ بیٹا —— ثریا ——

ماں۔ کون ثریا؟ وہی ایکٹرس؟ یہ قیامت تک نہ ہوگا۔

بیٹا۔ مگر وہ تو اب پردے میں رہے گی۔ ماں۔۔۔ سر جھکا کر خاموش۔

باپ۔ آج کل کی اولاد کا حال یہی ہے۔ پال پوس کر بڑا کیا پڑھایا لکھایا اور آج صاحبزادے اپنے مالک آپ ہیں۔ اس سے کہدو کہ جو چاہے کرے میں سوائے جیب خرچ دینے کے اور کسی بات کا ذمہ دار نہ ہونگا۔

لڑکی۔ (سہیلی سے) کون خالد؟ وہی جو شہر بھر میں بدمعاش مشہور ہے؟

سہیلی (خاموشی سے) "ہاں"

لڑکی —— آہ

باپ دیوی سے) خالہ کے یہاں اطلاع دید و کہ ہفتہ بھر کے بعد نسبت پکی کر جائیں۔

(ایچ۔ ایس۔ نگار)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب و دیگر اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں (ایڈیٹر)

موسم:۔ دن کو دھوپ میں ابھی کافی گرمی ہوتی ہے۔ البتہ رات گئے کچھ خنکی ہو جاتی ہے دالانوں یا برآمدوں میں ہلکی رضائی اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نومبر کا مہینہ شروع ہو گیا جیسی سردی ہونا چاہئے وہ بات ابھی نہیں پیدا ہوئی کمی بارش کا سبب معلوم ہوتا ہے۔ موسم خوشگوار ہے۔ خریف کی فصل اچھی ہونا نہیں بیان کیا جاتا۔ ربیع کے لئے بیشتر کھیتوں میں تخم ریزی ہو چکی ہے اور کچھ کاشتکار کھیت طیار کر رہے ہیں۔

آب و ہوا:۔ نزلہ و زکام اور ملیریا کی شکایات سُنی جاتی ہیں بعض لوگوں کو تیز بخار آنے کا حال معلوم ہوا ہے۔

ولادت:۔ بروز عید الفطر (۲۳ اکتوبر ۴۱ء) مولوی یقین الدین علوی کے یہاں فرزند تولد ہوا۔ باری تعالے مبارک کرے اور صاحب اقبال ہو۔ زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔

(۲) ۳۰ اکتوبر ۴۱ء کو دس بجے دن کو بمقام کاکوری محلہ باڈی شیخ شوکت علی عباسی کے گھر میں فرزند تولد ہوا خداوند کریم مبارک فرمائے اور صاحب اقبال کرے زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔

تقریبات:۔ (۱) حیدرآباد کی ایک مجمل اطلاع سے معلوم ہوا کہ مولوی شمیم الدین علوی (احاطہ حسن علیخان) کی دو لڑکیوں کا عقد نکاح سید ریاض الحسن فاطمی بی اے ایل ایل بی خلف اکبر سید عاشق حسین مرحوم (لبنی رام کٹرہ) اور سب لفٹنٹ چودھری شہاب احمد خلف خان بہادر چودھری نبی احمد افسر اعلیٰ محکمۂ پولیس ریاست چرکھاری ۲۶ اکتوبر ۴۱ء کو بمقام حیدرآباد ہوا۔ اللہ تعالے مبارک فرمائے ہم صمیم قلب سے مولوی شمیم الدین۔ والدہ ریاض الحسن اور خان بہادر چودھری نبی احمد کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

دیوالی:۔ برادران ہنود نے اپنا تہوار ۲۰ اکتوبر کو نہایت امن و سکون اور خوشی و خرمی کے ساتھ منایا اول دن غروب آفتاب کے بعد حسب دستور ایک بلیا نکالی گئی اور مکانات پر چراغاں کیا گیا۔ بازاروں میں حلوائیوں اور بھڑبھونجوں کی دوکانیں خوب آراستہ تھیں اور مختلف مقامات پر علانیہ جوئے کے اڈے قائم تھے دیوں تو قصبہ میں ہمیشہ ہی بکثرت جوا ہوتا ہے) جہاں دو روز تک خوب ہجوم رہا۔ ہم اپنے ہندو اہل وطن کو تہوار کے بخیر و خوبی اور مسرت و انبساط سے منانے پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

عید الفطر:۔ قصبہ و مضافات میں عید کا تہوار ۲۳ اکتوبر ۴۱ء پنجشنبہ کو منائے جانے کی اطلاعات آئی ہیں۔

جلسۂ عید:۔ مثل سالہائے گذشتہ عید کے اجتماع کا جلسہ کامیاب رہا نہایت مسرت ہے کہ اہل قصبہ اس مفید تحریک میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں بعض حضرات نے مزید دلچسپیاں پیدا کرنے کی تحریک کی ہے۔ اللہ تعالے انکے عزائم میں کامیابی عطا فرمائے۔

معاودت وطن و واپسی:۔ تعطیلات دیوالی اور عید کے سلسلہ میں حسب ذیل لوگوں کے وطن آنے اور بعد ختم تعطیل اپنے اپنے مستقر پر واپس جانے کی اطلاعات ملی ہیں۔ ڈاکٹر حکیم احمد علوی ریاست ٹونک سے منشی خلیق احمد علوی بمبئی سے۔ منشی اخلاق احمد علوی، علیگڈھ سے منشی افضال احمد علوی، گوالیار سے۔ ڈاکٹر مشتاق احمد علوی و شیخ شوکت علی عباسی، کانپور سے۔ مولوی عبد الرحمن علوی، گونڈہ سے منشی عزیز علی علوی، بھوپال سے۔

قبل عید منشی اقبال احمد علوی آئی۔ سی۔ ایس معہ اپنی بیگم کے پنجاب سے واپسی پر ایک دن کے لئے یہاں آئے تھے۔ صوبہ بنگال میں اپنے جائے ملازمت پر واپس گئے۔

صحت و سکون :- (۱) جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندر کو عید کے دن سہ پہر سے شدید بخار آگیا تھا ایک شبانہ روز سخت تکلیف رہی۔ حکیم عبد الحلیم (جھوائی ٹولہ) کو لکھنؤ سے دوسرے دن طلب کیا گیا انھوں نے دوائیں تجویز کیں۔ اب جناب موصوف کا مزاج اچھا ہے۔

(۲) مولوی ضیاء الدین حیدر کو دوسرے ہفتہ رمضان میں شدید بخار آیا جس نے انکو بہت ضعیف کر دیا تھا۔ بخار رفع ہو گیا لیکن ضعف باقی تھا کہ آخر رمضان میں پھر روزے رکھنا شروع کئے۔ دفعتاً عید سے دو دن قبل شدید قلبی دورہ ہوا اور کیفیت انتشاری پیدا ہو گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ فوراً طبی امداد سے وہ کیفیات رفع ہو گئیں اور طبیعت اصلاح پر آگئی۔ اب بفضلہ تعالےٰ اچھے ہیں البتہ ضعف ابھی ہے۔ دواؤں کا استعمال ہو رہا ہے۔

(۳) منشی محمد مصطفےٰ خلف حکیم الدین برق مرحوم (محلہ باولی) میڈیکل کالج لکھنؤ سے آگئے ہیں۔ ڈاکٹر نے بوجہ انکی کمزوری کے آنکھ قدح کرنے سے انکار کر دیا۔

(۴) بیوہ ڈپٹی تاج الدین مرحوم (محلہ کٹرہ) کو اب بخار نہیں ہے، اور طبیعت اچھی ہے البتہ ضعف ابھی بہت ہے جو بتدریج رفع ہو رہا ہے۔

علالتیں :- (۱) قاضی انتظار علی صاحب عباسی کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ دماغی حالت بمقابلہ پہلے کے کچھ درست ہوئی ہے۔ کمزوری ابھی بہت ہے۔ ہاتھ پیروں میں جنبش ہوتی ہے لیکن انکو خود ابھی احساس نہیں۔ تیمارداری اور علاج بہت معقول طریقہ پر ہو رہا ہے۔ شافی مطلق موصوف کو جلد بالکل صحیح و تندرست فرمائے

(۲) منشی محمد جواد علوی (محلہ قصبہ) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بمقام رائے بریلی دفعتاً فالج کا حملہ ہوا۔ ایک ہاتھ و پیر اور زبان پر اثر ہوا بیان کیا جاتا ہے۔ تفصیل کا انتظار ہے۔ باری تعالیٰ محمد جواد کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۳) اہلیہ میر ثابت علی عباسی (محلہ قلعہ) کی طبیعت گذشتہ عشرہ میں زیادہ سست رہی اور سابقہ شکایات بھی عود کر آئیں جن دوا جو ترک ہو چکی تھی پھر شروع کر دی گئی تھی۔ اب ڈاکٹر حافظ عبد الکریم کے مشورہ سے انکی مجوزہ دواؤں کا استعمال شروع ہوا ہے اللہ تعالےٰ اثر دے اور صحت کلی عطا فرمائے۔

متفرقات :- (۱) حضرت شاہ حیدر علی قلندرؒ کا فاتحہ سالانہ ۲۰ شوال المکرم (۱۱ نومبر سنہ ۴۱ء) بروز سہ شنبہ بعد نماز مغرب حسب معمول تکیہ شریف پر ہو گا۔

(۲) مولوی محمد عاصم قیس (محلہ دلی نگر) نے اطلاع دی ہے کہ ایک کاشتکار مسمی ..... نے عہ بابتہ لگان منی آرڈر انکے نام عرصہ ہوا بھیجا تھا جنکی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس نام کا کوئی کاشتکار انکی زمینداری میں نہیں ہے لہذا کاشتکار مذکور کو مولوی صاحب نے جوابی کارڈ لکھا اسکا کوئی جواب نہیں آیا۔ رقم مذکور انکے پاس جمع ہے اب کئی ماہ انتظار کرنے کے بعد عاصم صاحب اسکا اعلان کرتے ہیں کہ جن صاحب کا وہ کاشتکار ہو وہ کاشتکار کو اپنے ساتھ لاکر روپیہ ان سے لے لیں۔

حادثہ :- ہمنے دلی رنج و افسوس سے سنا کہ قاضی اشتیاق احمد عباسی بیرسٹر خلف اصغر قاضی نثار احمد خاں صاحب عباسی کی اہلیہ نے ۲۴ اکتوبر سنہ ۴۱ء بروز جمعہ کو علی الصباح بمقام لکھنؤ اس دنیا سے بے نام و نشان کوچ کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت عرصہ سے علیل تھیں اور اسقاط کئی ماہ سے حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔ والدین کی تنہا یادگار تھیں معلوم ہوا ہے کہ بہت نیک اور ہوشیار بیوی تھیں اور اپنے والدین کی حیات تک انکی بڑی خدمت کی ہم اشتیاق احمد صاحب سے اس حادثہ میں اظہار تعزیت و ہمدردی کرتے ہوئے انکو صبر و سکون حاصل ہو اور مرحومہ کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

یونائٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار (مولوی محلہ دلال ابلی) کاکوری سے محمد شمس الدین نے شائع کیا